البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الزمر

(۳)

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ
ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾

(تم اِن سے کیوں ڈرو، اے پیغمبر)؟ کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ تم کو اُن سے ڈراتے ہیں جو اِنھوں نے اُس کے سوا بنا رکھے ہیں۔[۴۸] (اِن کی پروا نہ کرو، اِنھیں خدا نے گم راہی میں ڈال دیا ہے) اور جنھیں خدا (اپنے قانون کے مطابق[۴۹]) گم راہی میں ڈال دے، اُنھیں پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے اور جنھیں خدا ہدایت بخشے، اُنھیں کوئی گم راہ کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

۴۸۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت توحید کے جواب میں مشرکین آپ کو ڈراتے تھے کہ ہمارے معبودوں کا انکار کرتے ہو تو یاد رکھو، ایک دن یہ تمھیں برباد کر کے رکھ دیں گے۔ یہ اِنھی ڈراووں کی طرف اشارہ ہے۔

۴۹۔ یعنی اِس قانون کے مطابق کہ اللہ اُنھی کو گم راہ کرتا ہے جو خود گم راہی اختیار کرتے اور کوئی اصلاح قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ
مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ
اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ قُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ
الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ﴿۳۸﴾
قُلۡ يٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ اِنِّىۡ عَامِلٌ ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ لا مَنۡ
يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَيَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۴۰﴾

(اِس لیے کیوں ڈرو)؟ کیا اللہ زبردست اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟[۵۰] ۳۶-۳۷

اگر تم اِن سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔[۵۱] کہو، پھر تم نے سوچا ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اللہ کے سوا جن دیویوں کو تم پکارتے ہو، کیا یہ اُس کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتی ہیں؟ یا اللہ مجھ پر کوئی فضل کرنا چاہے تو کیا یہ اُس کے فضل کو روکنے والی ہو سکتی ہیں؟ کہہ دو، میرے لیے اللہ کافی ہے، بھروسا کرنے والے اُسی پر بھروسا کرتے ہیں۔ ۳۸

کہہ دو کہ میری قوم کے لوگو، تم اپنے طریقے پر کام کرو، میں اپنے طریقے پر کرتا رہوں گا۔[۵۲] پھر جلد تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اُس کو رسوا کر دیتا ہے اور کس پر وہ عذاب نازل ہوتا ہے جو ٹک کے رہ جاتا ہے۔[۵۳] ۳۹-۴۰

۵۰۔ یعنی اُن لوگوں سے جو اُس کے حقوق پر ڈاکا ڈالتے اور اُس کے بندوں پر ظلم کرتے ہیں۔

۵۱۔ یہ سوال اِس لیے کیا ہے کہ مخاطبین جس تضاد فکر میں مبتلا ہیں، اُس کی طرف توجہ دلائی جائے۔

۵۲۔ اِس جملے میں 'عَلٰى مَكَانَتِىۡ' کے الفاظ 'اِنِّىۡ عَامِلٌ' کے بعد محذوف ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی خو نہیں چھوڑتے تو میں بھی اپنی دعوت سے باز آنے والا نہیں ہوں۔ میرے پروردگار نے جو کام میرے سپرد کیا ہے، میں اُس کو کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ خدا اپنا فیصلہ صادر فرما دے۔

۵۳۔ یہ اُس عذاب کا حوالہ ہے جو رسولوں کی تکذیب کے نتیجے میں اُن کی قوموں پر آتا ہے۔ اِس کی صفات

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَـقِّ‌ ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَلِنَفۡسِهٖ‌ ۚ وَمَنۡ
ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿۴۱﴾
اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا وَالَّتِىۡ لَمۡ تَمُتۡ فِىۡ مَنَامِهَا‌ ۚ فَيُمۡسِكُ
الَّتِىۡ قَضٰى عَلَيۡهَا الۡمَوۡتَ وَيُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى‌ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۴۲﴾

(تم پر اِن کو سمجھانے ہی کی ذمہ داری ہے، اے پیغمبر)۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے یہ کتاب ہم نے تم پر حق کے ساتھ اتاری ہے۔ لہٰذا جو ہدایت پائے گا، وہ اپنے لیے پائے گا اور جو گم راہی اختیار کرے گا تو اُس کی گم راہی کا وبال بھی اُسی پر ہو گا۔ تم اِن پر کوئی ذمہ دار نہیں بنائے گئے ہو۔ ۴۱

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی جانیں قبض کرتا ہے، جب اُن کی موت کا وقت آ جاتا ہے اور جن کی موت نہیں آئی ہوتی، اُنھیں بھی نیند کی حالت میں اِسی طرح قبض کر لیتا ہے۔ پھر جن کی موت کا فیصلہ کر چکا، اُن کو روک لیتا ہے اور جو باقی ہیں، اُنھیں ایک مقرر وقت تک کے لیے رہا کر دیتا ہے۔ اِس میں، یقیناً اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔[۵۴] ۴۲

یہی ہیں کہ یہ مستکبرین کو رسوا کر دیتا ہے اور آتا ہے تو اُس وقت تک ڈیرے ڈالے رہتا ہے، جب تک پیغمبر کے مخالفین کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ نہیں دیتا۔

۵۴۔ مطلب یہ ہے کہ موت اور زندگی، سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اِن کے معبودوں کا اِس میں کوئی دخل نہیں ہے کہ آدمی اُن سے اندیشہ ناک ہو۔ مرنے کے بعد جو زندگی شروع ہو گی، وہ بھی اللہ کے حکم سے شروع ہو گی۔ وہ ہر روز صبح و شام لوگوں کو اُس کا مشاہدہ کراتا ہے۔ چنانچہ سوتے ہیں تو گویا موت کو دیکھتے ہیں اور سو کر اٹھتے ہیں تو بعث و نشر کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ موت اور موت کے بعد اٹھنے کا یہ ریہر سل ہر شخص کے سامنے ہو رہا ہے، بشرطیکہ وہ دیکھنے والی آنکھیں رکھتا ہو۔ اہل ایمان کو اِسی عبرت نگاہی کے لیے تلقین کی گئی ہے کہ

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ شُفَعَآءَ ؕ قُلۡ اَوَلَوۡ کَانُوۡا لَا یَمۡلِکُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّلَا
یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۳﴾ قُلۡ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیۡعًا ؕ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ ثُمَّ اِلَیۡہِ
تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحۡدَہُ اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ
بِالۡاٰخِرَۃِ ۚ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِذَا ہُمۡ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰہُمَّ
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ عٰلِمَ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَیۡنَ عِبَادِکَ

(اِس کے باوجود)، کیا اِنھوں نے اللہ کے مقابل میں دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے؟ اِن سے کہو، اگرچہ وہ کچھ اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ کچھ عقل و شعور رکھتے ہوں؟ کہو کہ سفارش تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔[۵۵] زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اُسی کی ہے۔ پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (یہ اِسی حماقت کا نتیجہ ہے کہ) جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جائے تو جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے (کہ اُس میں خدا کی بے لاگ عدالت اپنا فیصلہ سنائے گی)، اُن کے دل کڑھتے ہیں[۵۶] اور جب اللہ کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔[۵۷] (اِن کا معاملہ اب اللہ کے حوالے کرو اور) کہو کہ اے اللہ، زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے، غائب و حاضر کے جاننے والے،

سو کر اٹھیں تو دعا کریں کہ ’الحمد للہ الذي أحیانا بعد ما أماتنا و إلیه النشور‘۔*

۵۵۔ چنانچہ قرآن میں تصریح ہے کہ یہ اگر ہوئی تو اللہ کے اذن سے ہو گی اور اُنھی کے لیے ہو گی جن کے لیے اللہ اجازت دے گا اور اِس میں وہی بات کہی جائے گی جو بالکل حق ہو گی۔ خدا کے سامنے کسی کے لیے بے انصافی کی کوئی بات کہنے کی گنجایش نہیں ہے۔

۵۶۔ اِس لیے کہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے اُنھیں پھر نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

۵۷۔ اِس لیے کہ اِس سے یہ توقع پیدا ہو جاتی ہے کہ اُن کے یہ معبود اپنی سفارش سے اُنھیں بچا لیں گے۔

* بخاری، رقم ۶۳۱۶۔ مسلم، رقم ۶۸۸۷۔ ”شکر اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم کو موت کے بعد پھر زندگی عطا فرمائی اور ایک دن لوٹنا بھی اُسی کی طرف ہے۔“

فِیۡ مَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۴۶﴾
وَلَوۡ اَنَّ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّمِثۡلَہٗ مَعَہٗ لَافۡتَدَوۡا بِہٖ مِنۡ
سُوۡٓءِ الۡعَذَابِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ وَبَدَا لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ ﴿۴۷﴾
وَبَدَا لَہُمۡ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوۡا وَحَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۴۸﴾
فَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلۡنٰہُ نِعۡمَۃً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِیۡتُہٗ
عَلٰی عِلۡمٍ ؕ بَلۡ ہِیَ فِتۡنَۃٌ وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۹﴾ قَدۡ قَالَہَا الَّذِیۡنَ

اپنے بندوں کے درمیان تو ہی اُس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ ۴۳-۴۶

(یہ اِس وقت نہیں مان رہے، لیکن) اِن ظالموں[۵۸] کے پاس اگر وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اُس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی تو برے عذاب سے بچنے کے لیے یہ (بغیر کسی تردد کے) روز قیامت اُس کو فدیے میں دینا چاہیں گے۔ لیکن اللہ کی طرف سے اِنھیں وہ معاملہ پیش آئے گا، جس کا یہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے۔[۵۹] اِن کے اعمال کے برے نتیجے اِن کے سامنے آجائیں گے اور اِنھیں وہی چیز گھیر لے گی جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے تھے۔ ۴۷-۴۸

سو انسان (کا معاملہ بھی عجیب ہے، اُس) کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے، پھر جب اُس پر ہم اپنی طرف سے فضل فرماتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے۔ ہرگز نہیں، بلکہ یہ ایک آزمایش ہے، لیکن اِن کے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔[۶۰] اِن سے پہلے

۵۸۔ یعنی جنھوں نے خدا کے شریک ٹھیرا کر اپنی جان پر ظلم ڈھایا ہے۔

۵۹۔ یعنی یہ معلوم ہو گا کہ خدا جتنا بڑا کریم ہے، اتنا ہی بڑا عادل اور منتقم و قہار بھی ہے۔

۶۰۔ یعنی اِس حقیقت کو نہیں جانتے کہ رزق و فضل انسان کے علم و اختیار سے نہیں، بلکہ اللہ کی حکمت اور مشیت سے حاصل ہوتا ہے اور اِسی حکمت و مشیت کے تحت وہ کسی کو زیادہ دے کر اُس کے شکر کو جانچتا ہے اور کسی کو کم دے کر اُس کے صبر کا امتحان کرتا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”... وہی جس کو چاہتا ہے، زیادہ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، کم دیتا ہے۔ کتنے ہیں جو بغیر سعی و تدبیر کے

مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

والوں نے بھی یہی بات کہی تھی تو جو کچھ وہ کماتے رہے، اُن کے کچھ بھی کام نہیں آیا اور اُن کے اعمال کے برے نتیجے اُن کے سامنے آ گئے۔ اِن لوگوں میں سے بھی، جنھوں نے اپنی جان پر ظلم ڈھایا ہے، اُن کے اعمال کے برے نتیجے، عنقریب اُن کے سامنے آ جائیں گے اور یہ خدا کو ہرا نہیں سکیں گے۔ کیا اِن کو معلوم نہیں کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے، رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے، تنگ کر دیتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اِس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں[۶۱] ہیں جو ایمان لانا چاہتے ہوں۔[۶۲] ۴۹-۵۲

چاندی کا چمچہ منہ میں لے کر اِس دنیا میں پیدا ہوتے ہیں اور کتنے ہیں جو رات دن دنیا ہی کی فکر میں سر کھپاتے ہیں اور دنیا کمانے کا علم بھی رکھتے ہیں، لیکن پاتے اتنا ہی ہیں جتنا اللہ نے اُن کی تقدیر میں لکھ رکھا ہے۔ یہ مشاہدہ بھی آئے دن اِس دنیا میں ہوتا رہتا ہے کہ ایک شخص آج کروڑ پتی یا ارب پتی، بلکہ تخت و تاج کا مالک ہے اور دوسرے دن وہ بالکل دیوالیہ یا کسی جیل کی کوٹھڑی میں بند ہے۔ اِن کھلے ہوئے مشاہدات کے باوجود اگر کوئی شخص اپنے مال و جاہ کے متعلق 'اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ' کے گھمنڈ میں مبتلا ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ اُس کی عقل میں کچھ فتور ہے۔'' (تدبر قرآن ۶/ ۶۰۰)

۶۱۔ یعنی اِس بات کی نشانیاں کہ کائنات کی بادشاہی خدا ہی کے اختیار میں ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔ اُس نے یہ دنیا امتحان کے لیے بنائی ہے اور اِس امتحان کا نتیجہ لازماً نکلنا ہے۔ چنانچہ قیامت آ کر رہے گی۔ یہ خدا کے عدل اور اُس کے علم و حکمت کا تقاضا ہے۔

۶۲۔ اصل الفاظ ہیں: 'لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ'۔ اِن میں فعل، ہمارے نزدیک، ارادۂ فعل کے معنی میں ہے۔ چنانچہ ترجمہ اِسی کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

[باقی]